کتاب و سنت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری /// http://kitabosunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام

معنی، مفہوم، صحیح اور ضعیف فضائل، عقائد اور اعمال

تالیف: عادِل سُہیل ظفر

کتاب و سنت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری /// http://kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

:::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام معنیٰ و مفہوم، صحیح اور ضعیف فضائل، عقائد، اعمال اور مسائل ::::

فہرست عناوین

:::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام والی آیت مُبارکہ کا دُرُست مفہوم ::::: 2

::::: لفظ """صلوٰۃ""" یا """صلاۃ""" کے لُغوی معانی اور مفاہیم (مختصراً) :::::... 3

:::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ والسلام کہنے، بھیجنے کے فوائد، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر ہونے پر صلاۃ والسلام نہ کہنے کے نقصانات، صحیح ثابت شُدہ احادیث شریفہ کے مُطابق ::: 4

:::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ کرنے کا نبوی طریقہ ::::::.................................. 7

:::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ کرنے کے سُنّت شریفہ سے ثابت شُدہ مختلف الفاظ :::.................. 13

:::::: رسول اللہ صلی اللہ پر صلاۃ وسلام کہیں سے بھی کیجیے، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خود نہیں سُنتے ::::::.. 14

:::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے عِلاوہ کسی اور پر صلاۃ کرنے کے کا بیان ::::::: 15

:::::: صلاۃ والسلام کے بارے میں چند ضعیف روایات ::::: 17

::::: لفظ """صلوٰۃ""" یا """صلاۃ""" کے لُغوی معانی اور مفاہیم ::::::.. 23

بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

الحَمدُ لِلّهِ وحدہُ و الصَّلاۃُ و السَّلامُ عَلیٰ مَن لا نبیَّ ، و لا مَعصُومَ بَعدَہُ مُحمدٌ صَلَّی اللَّهُ عَلیہِ وعَلیٰ آلہِ وسلّمَ ، و مَن أَھتداء بِھدیہِ و سلکَ عَلیٰ مَسلکہِ ، و قد خِسَرَ مَن أَبتدعَ و أَحدثَ فی دِینِ اللَّهِ بِدعۃ، و قد خاب مَن عدھا حَسنۃ ::: اکیلے اللہ کے لیے ہی ساری خاص تعریف ہے اور رحمت اور سلامتی اس پر جِس کے بعد کوئی نبی نہیں اور کوئی معصوم نہیں وہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، اور رحمت اور سلامتی اُس پر جِس نے اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہدایت کے ذریعے راہ اپنائی اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی راہ پر چلا، اور یقیناً وہ نقصان پانے والا ہو گیا جِس نے اللہ کے دِین میں کوئی نیا کام داخل کیا، اور یقیناً وہ تباہ ہو گیا جِس نے اُس بدعت کو اچھا جانا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الۡعَلِيمِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيمِ مِنۡ هَمۡزِهِ وَنَفۡخِهِ وَنَفۡثِهِ

﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ::: اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اُن پر (بذریعہ دُعا) رحمت بھیجو اور خوب سلام بھی﴾ سُورت الاحزاب (33)/آیت 56۔

::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام والی آیت مُبارکہ کا دُرست مفہوم :::::

اِس مذکورہ بالا آیت مُبارکہ میں اللہ ربُّ العالمین نے اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنی اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ (جِسے عام طور پر دُرود کا نام دیا جاچُکا ہے) کرنے کی خبر دی ہے،

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اِلفاظ کا ایک جیسے ہونے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ کام بھی ایک جیسا ہو، بلکہ کام کرنے والے کی ذات اور صِفات کے مُطابق اُس کام کی کیفیت اور صِفت یا صِفات میں تبدیلی آنا عین ممکن ہے،

اور خاص طور پر جب ایسی کوئی بات اللہ جلّ شانہُ کی ذات پاک سے متعلق ہو، یعنی جب کوئی کام، کوئی صِفت اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک سے منسوب کی جارہی ہو تو سُننے اور پڑھنے والوں کے دِلوں اور ذہنوں میں یہ خُوب اچھی طرح سے واضح ہونا چاہیے کہ، کسی کام، کسی صِفت، کسی معاملے کے نام کی مشابہت کی باعث وہ کام، وہ صِفت اور معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور مخلوق کے لیے ایک ہی جیسا نہیں ہوجاتا،

کیونکہ ﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ::: اللہ کے جیسی کوئی بھی چیز نہیں، اور وہ سُنتا (بھی) ہے اور دیکھتا (بھی) ہے﴾سُورت الشُوریٰ(42)/آیت11،

لہٰذا، سمجھ لیجیے اور ہمیشہ کے لیے یاد فرما لیجیے کہ، اللہ تعالیٰ کا نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ فرمانا فرشتوں کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعریف و توصیف کرنا ہوتا ہے، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنی خاص رحمتِ نازل فرمانا ہوتا ہے،

اور فرشتوں اور اِنسانوں کے دُرود بھیجنے کا مطلب اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے دعائے رحمت وسلامتی کرنا ہے۔

تفصیل اور حوالہ جات کے لیے دیکھیے، تفسیر القران العظیم (تفسیر ابن کثیر)، تفسیر الجامع لاِحکامِ القران (تفسیر القُرطبیّ) صحیح البُخاری/ تفسیر سورت الاحزاب،

اور سلام بھیجنا، عام طور پر مخلوق کا مخلوق کے لیے سلامتی کی دُعا کرنا ہے،

اِسی لیے اِس مذکورہ بالا آیت شریف میں اللہ جلّ جلالہُ نے اپنے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ فرمانے کی خبر ہی دی ہے، سلام بھیجنے کی نہیں،

اور جہاں کہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کسی مخلوق پر سلام بھیجنے کا ذِکر ہے تو اُس کا مفہوم، اللہ کی طرف سے اُس مخلوق پر سلامتی نازل فرمانا ہے، یا اُس کے لیے سلامتی مہیا کرنا ہے،

ہر مومن کو اِیمان کی نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے نصیب ہوئی ہے اور یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ دِین و دُنیا کی کوئی دُوسری نعمت اِس کا مُقابلہ نہیں کر سکتی، اِس نعمت کی عظمت، قدر و منزلت کے مُطابق، اِس کا حق تو ہم جیسے کمزور اِیمان والے، خود ساختہ معیار کے مُطابق محبت کا دعویٰ کرنے والے، اور بلا دلیل و بلا تصدیق ملنے والی خبروں پر عمل کرنے والے مُسلمان کبھی ادا کر ہی نہیں سکتے،

لیکن اِن شاء اللہ، اِتنا تو ضرور کر سکتے ہیں کہ اپنے اِس محسن اعظم، اور حقیقی اور اکیلے قائدِ اعظم، محمد رسول اللہ و خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار رہیں، اور عملی طور پر اُن کی محبت کے ثبوت دیتے چلیں، جن میں سب سے پہلا، بنیادی اور آسان سا ثبوت یہ ہے کہ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دُعاء کیا کریں

،اور خُوب کثرت سے کیا کریں،

یاد رکھیے اور خُوب یاد رکھیے کہ کہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حق میں دعائے رحمت و سلامتی کرنا، ایک عِبادت ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے اور ہمارے درجات میں بلندی کا سبب بھی، بشرطیکہ اُس طرح کیا کریں جِس طرح ہمیں اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے سکھایا ہے، نہ کہ اپنے خود ساختہ طور طریقوں کے مُطابق،

[[[دُعاء کے عِبادت ہونے اور عِبادات کے صحیح خبر پر موقوف ہونے کا بیان """وسیلہ""" والے مضمون میں کیا گیا ہے، وللہ الحمد]]]

:::::: لفظ """صلوۃ""" یا """صلاۃ""" کے لُغوی معانی اور مفاہیم (مختصراً) ::::::

عربی میں لفظ """صلوۃ""" یا """صلاۃ""" کے یقیناً کئی مفہوم ملتے ہیں،

اُن کی تفصیل اِن شاء اللہ میں مضمون کے آخر میں ذِکر کروں گا، یہاں اُس تفصیل کا حاصل کلام پیش کرتا ہوں، اور وہ اِس لیے کہ وہ تفصیل ایک عام قاری کے لیے کافی خشک اور غیر دلچسپ ہو سکتی ہے،

محترم قارئین، لُغت کی متعبر اور معتمد ترین کتابوں کے مطالعے سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے، اور بڑی صراحت سے پتہ چلتا ہے کہ عربی لُغت میں """صلوۃ""" یا """صلاۃ""" کے جو معانی اور مفاہیم ملتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں :::

:::(1):::اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لیے ہو تو::: """اللہ کی اُس مخلوق کے لیے رحمت"""،

:::(2):::اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے ہو تو :::

(1) اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر رحمت فرمانا، اور (2) اللہ جلّ ثناؤہُ کی طرف سے اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بہترین طور پر کی گئی تعریف،

:::(3):::اگر مخلوق کے عمل کے طور پر ہو تو :::

(1) نماز،

(2) اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کی تسبیح کرنا،

(3) وہ دُعاء جِس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا مقصود ہو، یا یہ کہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد،

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے دُنیا میں اُن کے ذِکر کی بُلندی، اُن کی دعوت کے اظہار اور بقاء کی دُعاء، اور آخرت میں اُنہیں اپنی اُمت کے لیے سب سے بڑی شفاعت کرنے کی اجازت ملنے، اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو سب سے بڑھ کر اَجر و ثواب اور سب سے اعلیٰ و ارفع مُقام ملنے کی دُعاء،

(5) دُوسروں پر رحم کرنا (6) مُطلق دُعاء (7) رحمت کی دُعاء (8) مغفرت کی دُعاء،

:::(4):::اگر جگھوں (مُقامات) کے بارے میں اِستعمال ہو تو عِبادت کے عمل """صلاۃ (نماز، دُعاء) ذِکر وغیرہ""" کی نسبت سے عِبادت گاہ، یعنی وہ جگہ جو اِن عِبادات کی ادائیگی کے لیے مخصوص کی گئی ہو،

:::(5):::اور خالق اور مخلوق دونوں کی طرف سے کسی کام میں ایک مشترکہ صِفت کا مفہوم بھی ملا کہ """کسی کام کا لازم کر دیا جانا"""،

اور اِن سب معانی اور مفاہیم میں سے صِرف درج ذیل ہی ہمارے زیر مطالعہ، زیر تفہیم موضوع سے تعلق رکھتے ہیں :

:::(1):::اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لیے ہو تو:::"""اللہ کی اُس مخلوق کے لیے رحمت"""،

:::(2):::اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے ہو تو :::

(1) اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر رحمت فرمانا، اور (2) اللہ جلّ ثناؤہُ کی طرف سے اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بہترین طور پر کی گئی تعریف،

:::(3):::اگر مخلوق کے عمل کے طور پر ہو تو :::

(1) نماز (2) اللہ سُبحانہُ وتعالیٰ کی تسبیح کرنا،

(3) وہ دُعاء جِس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا مقصود ہو، یا یہ کہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد،

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے دُنیا میں اُن کے ذِکر کی بُلندی، اُن کی دعوت کے اظہار اور بقاء کی دُعاء، اور آخرت میں اُنہیں اپنی اُمت کے لیے سب سے بڑی شفاعت کرنے کی اجازت ملنے، اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو سب سے بڑھ کر اَجر و ثواب اور سب سے اعلیٰ و ارفع مُقام ملنے کی دُعاء،

(5) رحمت کی دُعاء (6) مغفرت کی دُعاء،

لہذا ہم اِن معانی اور مفاہیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے، آگے بڑھتے ہیں، اِن شاء اللہ، اور سمجھتے ہیں کہ اِن میں سے کون سے معانی اور مفاہیم ایسے ہیں جنہیں، آغاز میں ذِکر کردہ آیت شریفہ میں اللہ عزّ وجلّ کے عمل مُبارک اور حکم شریف کی، اور اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے احکامات کی تائید میسر ہے؟؟؟

اور کن معانی اور مفاہیم کے مطابق ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر، اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُراد اور مقصُود کے مُطابق، دُرست طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر """صلاۃ""" کر سکتے ہیں؟؟؟ واللہ ولیُّ التوفیق،

::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر صلاۃ والسلام کہنے، بھیجنے کے فوائد، اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ذِکر ہونے پر صلاۃ والسلام نہ کہنے کے نقصانات، صحیح ثابت شُدہ احادیث شریفہ کے مُطابق :::::::

:::(1):::ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿مَن صلَّى عَلَيَّ واحِدةً صلَّى اللَّهُ عَلَيهِ عَشراً:::جو شخص ایک مرتبہ میرے لیے (صلاۃ) رحمت وبرکت کی دُعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے﴾ صحیح مسلم/حدیث 374/کتاب الصلاۃ/باب 6۔

:::(2)::: انس رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا﴿مَن صلَّى عَلَيَّ واحِدةً صلَّى اللَّهُ عَلَيهِ عَشرَ صلواتٍ وَ حُطَّت عنهُ عَشرَ خَطِياتٍ و رُفِعَت له عَشرَ درَجاتٍ:::جو شخص ایک مرتبہ میرے لیے (صلاۃ) رحمت وبرکت کی دُعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور اُس کی دس غلطیاں (اُسکے حساب میں سے) مٹادی جاتی ہیں، اور اُسکے درجے بُلندی دی جاتی ہے﴾ سُنن النسائی/حدیث 1297/امام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا حدیث صحیح ہے۔

:::(3)::: علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ البخيل مَن ذُكِرتُ

عِندَہُ فَلَم یُصلِّی عليَّ ::: جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور ورود نہ پڑھے وہ بخیل ہے﴾ مسند احمد، صحیح ابن حبان، مُستدرک الحاکم، حدیث صحیح ہے، فضل الصلاۃ علی النبی، اِمام اسماعیل بن اسحاق القاضی رحمہُ اللہ، تحقیق اِمام الالبانی رحمہُ اللہ /حدیث 31/ صفحہ 39۔

::: (4) ::: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا﴿ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلاَهُ الْجَنَّةَ::: برباد ہو گیا وہ شخص جس کے سامنے میرا ذِکر کیا جائے اور وہ میرے لیے رحمت کی دُعا نہ کرے، اور برباد ہو گیا وہ شخص جسکے پاس ماہِ رمضان آیا اور اُس شخص کی مغفرت ہونے سے پہلے چلا گیا، اور برباد ہو گیا وہ شخص جِس کو بُڑھاپے کی حالت میں اپنے والدین کا ساتھ مِلا ہو اور وہ اُسے جنّت میں داخل نہ کروا سکیں (یعنی وہ اِنکی خدمت نہ کرے اور والدین اُسکے جنّت میں داخلے کا سبب نہ بن سکیں)﴾ سُنن الترمذی/حدیث 3890/کتاب الدعوات/باب 113، مُستدرک الحاکم /حدیث 2016/کتاب الدُعاء/آخری باب میں حدیث شریف کا پہلا حصہ مروی ہے، اور دونوں ہی روایات صحیح ہیں، سابقہ حوالہ، حدیث 16/ صفحہ 31۔

::: (5) ::: جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ :::

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منبر پر چڑھے اور اِرشاد فرمایا """آمین، آمین، آمین """،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے (اِس بابت) پوچھا گیا کہ آپ منبر پر چڑھے اور اِرشاد فرمایا """آمین، آمین، آمین """،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے (جواب میں) اِرشاد فرمایا کہ ﴿إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، وَمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا، فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ، قُلْ: آمِينَ، فَقُلْتُ: آمِينَ::: میرے پاس جبریل تشریف لائے، اور کہا، جِس کسی نے رمضان کا مہینہ پایا اور (ایسے عمل نہ کیے کہ) اُس کی بخشش نہ ہو سکی تو وہ جہنم میں داخل ہو گیا، اللہ اُسے (اپنی رحمت سے)دُور کرے، (اے محمد) آپ فرمایے، آمین،

تو میں نے کہا، آمین،

(پھر جبریل نے کہا) اور جس کسی نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا، اور اُس نے اُن کی خدمت نہ کی اور اُن کے حقوق ادا نہ کیے، اور اِسی حال میں مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گیا، اللہ اُسے (اپنی رحمت سے)دُور کرے، (اے محمد) آپ فرمایے، آمین،

تو میں نے کہا، آمین،

(پھر جبریل نے کہا) اور جس کسی کے سامنے آپ کا ذِکر کیا گیا، (ذِکر قولاً ہو یا تحریراً، ایک ہی حکم ہے) اور اُس نے آپ کے لیے صلاۃ (رحمت، اور درجات کی بلندی کی دُعاء) نہ کی اور اِسی حال میں مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گیا، اللہ اُسے (اپنی رحمت

سے) دُور کرے، (اے محمد) آپ فرمایے، آمین،

تو میں نے کہا، آمین﴾ صحیح ابن حبان/حدیث 907/کتاب الأدعیۃ/باب 38، ذِكْرُ رَجَاءِ دُخُولِ الْجِنَانِ الْمُصَلِّي عَلَى الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذِكْرِهِ مَعَ خَوْفِ دُخُولِ النِّيرَانِ عِنْدَ إِغْضَائِهِ عَنْهُ كُلَّمَا ذُكِرَ،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے """ حسنٌ صحیح """ قرار دِیا، دیکھیے تعلقات الحِسان علی صحیح ابن حبان/حدیث 904،

الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ ، لیکن صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث شریف مُعجم الکبیر للطبرانی میں بھی ہے، دیکھیے مُعجم الکبیر للطبرانی/حدیث 2022/(حدیث) قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَسَدِيُّ، عَنْ سِمَاكٍ میں سے حدیث رقم 7، میں بھی ہے، اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے اسے """ صحیح """ قرار دِیا ہے، دیکھیے صحیح الجامع الصغیر وزیادتہُ/حدیث 74،

(((اضافی فائدہ ::: مذکورہ بالا دو احادیث شریفہ میں اللہ کے دو رسولوں، جبریل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے والدین کی حق اور خدمت کی اہمیت کو بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، اور رمضان شریف کی بھی ایک فضیلت بیان فرمائی ہے)))

::: (6) ::: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا﴿ما قعَدَ قَومٌ مَقعَداً لم يَذكُرُوا فِيهِ اللَّهَ عزَّ و جلَّ، و يَصلُّوا علَى نَبِيٍ ، إلّا كان عليهِم حَسرةً يومَ القِيامةِ، وإن دَخلُوا الجَنَّةَ لِلثوابِ ::: جس محفل میں لوگ نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے رحمت کی دُعاء کریں، وہ مجلس قیامت کے دن اِن لوگوں کے لیے باعثِ حسرت ہو گی، خواہ وہ (دیگر) نیک اعمال کے بدلے میں جنت ہی میں کیوں نہ چلے جائیں﴾ مُسند احمد، صحیح ابن حبان، حدیث صحیح ہے سابقہ حوالہ، حدیث 55/ صفحہ 52۔

::: (7) ::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے محبوب نواسے، جنّت کے نوجوانوں کے سردار حُسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿مَن يَنسى الصَّلاةَ عَلَيَّ خَطِئَ أبوابَ الجَنَّةِ ::: جو مجھ پر صلاۃ کرنا (یعنی میرے لیے رحمت کی دُعاء کرنا) بھول گیا (گویا کہ) اُس نے جنت کے دروازوں (کے راستہ) کو کھو دیا﴾ مُعجم الطبرانی الکبیر، حدیث حسن ، سابقہ حوالہ، حدیث 41/ صفحہ 44 ، اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/حدیث رقم 2337،

::: (8) ::: اِنہی حُسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ﴿مَن ذُكِرتُ عِندَهُ فَخطِئَ الصَّلاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طريقَ الجَنَّةِ ::: جس کے سامنے میرا ذِکر کیا گیا، اور وہ مجھ پر صلاۃ کرنے (یعنی میرے لیے رحمت کی دُعاء کرنے) سے رہ گیا تو (گویا کہ) وہ جنّت کے راستوں (کو پانے) سے رہ گیا﴾ صحیح الجامع الصغیر وزیادتہُ/حدیث 6245،

::: (9) :::﴿صلُّوا عليَّ؛ فإنَّ صلاتكم عليَّ زكاةٌ لكُم ، وسلُوا اللهَ لِي الوسيلةَ ::: مجھ پر صلاۃ کیا کرو، بے شک تُم لوگوں کا مجھ پر صلاۃ کرنا تُم لوگوں کے لیے (تمہاری جان اور اعمال کی) زکوۃ ہے، اور اللہ سے میرے لیے وسیلہ (عطاء فرمانے) کی دُعاء کیا کرو﴾ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ/حدیث 3268،

[[[لفظ """وسیلہ""" کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا شِکار ہو کر کسی ایسے کام یا عقیدے کو وسیلہ نہ سمجھا جائے جو عام طور پر ہمارے کچھ کلمہ گو بھائی بہنوں کو سِکھا دِیا گیا ہے، """وسیلے""" کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون الگ سے شائع کیا جا چکا ہے، اِس موضوع، اِس مسئلے کو سمجھنے کے لیے اُس کا مطالعہ فرمایے، اِن شاء اللہ بہت خیر ملے گی]]]

محترم، قارئین، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر مُبارک ہو، پڑھنے میں ہو یا بولنے میں یا لکھنے میں، تو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے صلاۃ یعنی رحمت کی دُعا کرنے کی اہمیت اور اُس کا ثواب، اور نہ کرنے کی سزا آپ نے ملاحظہ فرمائی

اب یہ دیکھیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے خود اپنی زُبان مُبارک سے ہمیں، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے صلاۃ، یعنی رحمت کی دُعا کرنے کا کیا طریقہ سِکھایا ہے،

:::::::رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ کرنے کا نبوی طریقہ:::::::

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہُ کہتے ہیں کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پوچھا """اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کرنا تو ہم کو معلوم ہو گیا ہے، لیکن آپ پر صلاۃ کیسے کریں (یہ معلوم نہیں)؟"""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ کہا کرو:::اللَّھُمَ صَلِّ علیٰ مَحمدٍ و عَلیٰ آلِ مُحمدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلیٰ ابرَاھِیمَ و عَلیٰ آلِ ابرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ، اللَّھُم بارِک علیٰ مَحمدٍ و عَلیٰ آلِ مُحمدٍ کَمَا بارَکتَ عَلیٰ ابرَاھِیمَ و عَلیٰ آلِ ابرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ﴾ صحیح بخاری/حدیث 3370/کتاب أحادیث الانبیاء/باب 10،

یہ وہی صلاۃ (دُرود) ہے جو ہم اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں جِسے عام طور پر """دُرودِ اِبراہیمی""" کے نام سے جانا جاتا ہے، اور ایک دوسری روایت میں، ابی حُمید السّاعدی رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ کہا کرو:::اللَّھُم صلِّ علیٰ مُحمدٍ و أزواجِهِ وذُریتهِ کما صلّیتَ علیٰ إبراھیمَ، و بارِک علیٰ مُحمدٍ وأزواجِهِ وذُریتهِ کما بارِکت علیٰ إبراھیمَ، إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ﴾ صحیح بخاری/حدیث 3369/کتاب أحادیث الانبیاء/باب 10، صحیح بخاری/حدیث 938/کتاب بدء الاذان/باب 17،۔

مذکورہ بالا أحادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے برکت اور رحمت کی دُعا کرنا بڑا ہی أجر اور فائدے والا کام ہے، اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر کرتے اور سنتے ہوئے اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے رحمت اور برکت کی دُعا نہیں کرتا، اُس کی بد بختی میں سے ہے کہ اللہ کے ہاں وہ بخیلوں (کنجوسوں) میں گِنا جاتا ہے ، جیسا کہ ابھی اوپر بیان کردہ احادیث مُبارکہ میں سے ایک میں بیان ہوا ہے،

اور بُخل (کنجوسی) یقیناً کوئی اچھی صفت نہیں، بخیل کو خوش نصیب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ اپنے بُخل یعنی کنجوسی کی وجہ سے اپنے وقت، مال اور دیگر چیزوں کو استعمال ہونے سے بچانے کے چکر میں رہتا ہے اور بہت ہی کم خیر پاتا ہے،

صاف ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی (اِیمانی) کنجوسی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر مُبارک کرتے ہوئے، سُنتے ہوئے، پڑھتے ہوئے، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے رحمت اور سلامتی کی دُعا نہیں کرتا، وہ اپنا دُہرا

نقصان کرتا ہے،

اور وہ اِس طرح کہ ایک تو اُس کا یہ عمل وقت کا زیاں ہے، کہ جو وقت اُس نے خاموش رہ کر گنوایا،

اور، یا، وقت کا غلط اور گناہ آلود استعمال ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر سُن کر اُلٹے سیدھے نعرے لگانے میں، یا غلط ملط شرکیہ بلکہ بسا اوقات کُفریہ شعر پڑھنے میں خرچ کیا،

اُسی وقت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے رحمت اور سلامتی کی دُعا کر سکتا تھا،

دوسرا اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اُس حکم کی نافرمانی کر کے ایک گُناہ کمایا، جِس کا ذِکر اِس مضمون کے بالکل آغاز میں کیا گیا ہے، (سورت الاحزاب کی آیت 56)،

اگر ہم اپنے اِرد گرد نظر دوڑائیں تو ہمیں بہت سے ایسے لوگ نظر آئیں گے جو عِشقِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور محبتِ نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں،

[لفظ عِشق کا اِستعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات مُبارک، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے اِستعمال کرنا دُرست نہیں، کیونکہ محبت اور عِشق ایک جذبے کے دو الگ الگ انداز ہیں، ایک انداز پاکیزگی پر مشتمل ہے اور دُوسرا انداز جسے عِشق کہا جاتا ہے، وہ ہے جب محبت میں نفسانی خواہشات کی تکمیل کا لالچ یا مقصد بھی شامل ہو جائے، لہٰذا یہ لفظ، یہ جذبہ اللہ جلّ شانہُ کی ذات پاک کے لیے، اور اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات پاک کے لیے اِستعمال کرنا قطعاً مُناسب نہیں، جِسے اپنی محبت کا دعویٰ کرنا ہے تو محبت کا نام دے کر کرے، عِشق کا نہیں]

ہمارے یہ کلمہ گو بھائی اور بہنیں جو رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے محبت (اور بقول اُن کے عِشق) کے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں، اور اپنے اِس دعوے کو سچا دِکھانے کے لیے طرح طرح کے خود ساختہ عقائد و افکار کی بنیاد پر، اُسی طرح کی خود ساختہ محفلیں سجاتے ہیں، مجلسیں منعقد کرتے ہیں، جلسے بٹھاتے ہیں، جلُوس نکالتے ہیں، باتیں، اور تقریریں بہت لمبی لمبی کرتے ہیں،،،،، مگر،،،،،اِن ساری کاروائیوں میں شاید ہی کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے رحمت اور برکت کی دُعا جاتی ہے،

حضور حضور، آپ آپ، سرکار سرکار، سرکارء مدینہ، سرکارء دو عالم، شاہ دوجہاں، نُورءِ مُجسم، نُورٌ مِن نُورِ اللہ، اور طرح طرح کے دُررست نا دُرُست القابات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات شریف کو منسوب کیا جاتا ہے، اور اُن القابات کی تکرار کی جاتی ہے،،، لیکن """صلّی اللہ علیہ وسلّم"""، یا صلاۃ وسلام (رحمت و سلامتی کی دُعاء) کے وہ الفاظ بہت ہی کم، شاذ و نادر ہی سنائی دیتے ہیں، جن کے ذریعے ہمیں صلاۃ وسلام (رحمت و سلامتی کی دُعاء) کرنے کی تعلیم اور حکم دیے گئے،

فارس والوں کی اِسلام دشمنی کی مثالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اِسلام کی بُنیادی اِصطلاحات کا ترجمہ کر کے لوگوں کو اصل صحیح اور دُرُست عقائد و مفاہیم سے ہٹا دیا، """صلاۃ والتسلیم علیٰ الرسول""" کو """دُرود""" بنا دیا گیا،

الصّلاۃ کو نماز اور اللہ کو خُدا،

اگر اِن ناموں کو ویسا ہی رکھا جاتا اور جِس زُبان میں یہ آئے ہیں اُس کے مُطابق سمجھا اور جانا جاتا تو پھر ہمارے عقائد اور اعمال کی وہ حالت نہ ہوتی جو ہے، بلکہ وہ ہوتی جو ہونا چاہیے تھی، لیکن،،،،

نہیں ناکامی کہ متاعِ کارواں جاتا رہا

ہائے دِل کارواں سے احساس زیاں جاتا رہا

اگر اُن ناموں، اور اصطلاحات کو اُسی طرح سمجھا جاتا، جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی مراد تھی، اور جس طرح اللہ جلّ جلالہُ نے اپنے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ذریعے سمجھایا، اور پھر اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے ذریعے قولی اور عملی طور پر واضح کروایا، تو آج اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کا، اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ہی نام لے لے کر، اُن کی ہی نافرمانی کا دور دورہ نہ ہوتا،

ہر گلی، ہر کوچے، ہر کونے، ہر کھدرے میں الگ الگ جماعتیں دِکھائی نہ دیتیں،

اللہ کے گھروں، یعنی مسجدوں کو اپنے اپنے تعصب اور ضِد کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہوتا،

اِسلام اور دِین کے نام پر دُنیا کمانے والے، نام نہاد سکالرز، مفکر، اور تجزیہ نگاروں جیسے لُٹیروں کا بازار گرم نہ ہوتا،

نام بدل بدل کر حقیقت سے دُور کرنے والے بنی إسرائیل کے عُلماء جیسے مولویوں، مولاناؤں، قاریوں، حاجیوں، حضرتوں ، پیروں اور اعلیٰ حضرتوں کے کاروبار نہ چلتے،

اللہ کی مخلوق کو اللہ کی صِفات نہ دی جاتیں،

اللہ جلّ و عزّ کو پکارنے کی بجائے، خود ساختہ جھوٹے اور باطل معبود خُدا کو نہ پکارا جاتا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر کیا جاتا، کسی حُضور، حضرت، آپ یا سرکار کا نہیں،

[[[اللہ نہیں ہے خُدا: http://bit.ly/1pRDuWN کا مطالعہ بھی ضرور فرمایے]]]

اب چونکہ ذِکرِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے نام پر لوگوں کے مَن گھڑت بلا دلیل و بلا حجت القابات کے نعرے لگائے جاتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے کِسی بھی صُورت میں دُرست نہیں، اِسی لیے دُرود کے نام پر جو کُچھ پڑہا اور پڑہایا، سِکھا اور سِکھایا جا رہا ہے جیسا کہ دُرود لکھی، دُرود ہزاروی، دُرود تاج العرش، دُرود گنج العرش، دُرود ماہی، وغیرہ، وغیرہ، وغیرہ،

اِن میں تقریباً وہ کچھ ہے ہی نہیں، جو اللہ اور اُس کے اِسی رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم (جن کے نام پر یہ دُرود بنائے گئے، اور سکھائے جاتے ہیں پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں) کے بتائے اور سِکھائے ہوئے عقائد کے مُطابق ہو،

اِس قسم کے مَن گھڑت یعنی خود ساختہ، دُرودوں کا حال یہ ہے کہ حدیث کی کسی کتاب میں، یا کسی قابل اعتماد معروف کتاب میں اِن کا ذِکر تو در کنار اِن کے لکھنے والے کا نام تک معلوم نہیں ہو پاتا، اور اِن خود ساختہ مَن گھڑت دُرُدوں میں شاید پانچ فیصد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے رحمت اور برکت کی دُعا نہیں ہوتی،

اور اگر ہو تو بھی وہ پڑھنے پڑہانے اور سیکھنے سِکھانے والوں کے لیے زحمت ہے کیونکہ یہ سب کہنے کہلانے اور کرنے کروانے کی ہمیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف سے کوئی تعلیم نہیں دی گئی، بلکہ بلا شک یہ دِین میں اِضافہ ہیں،

لہذا اِن کا پڑہنا پڑہانا مردُود ہے، یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا فیصلہ ہے ﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾:::جس نے کوئی بھی ایسا کام کیا جو ہمارے عمل

کے مطابق نہیں تو کام مردود ہے﴾ صحیح مسلم /حدیث 4590/کتاب الفضائل/باب 8نَقْضِ الأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الأُمُورِ ، صحیح بخاری/معلقاً/کتاب الاعتصام بالکتاب/باب 20 باب إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلاَفَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ . فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ،

اور ارشاد فرمایا﴿مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ:::جس نے ہمارے اِس معاملے (یعنی دِین اِسلام) میں کوئی بھی ایسا نیا کام بنایا جو اِس (یعنی دِین اِسلام) میں سے نہیں ہے تو وہ کام مَردُود ہے﴾ صحیح مسلم /حدیث 4589/کتاب الفضائل/باب 8نَقْضِ الأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الأُمُورِ ،

اورارشادفرمایاہے کہ ﴿مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ:::جس نے ہمارے اِس معاملے (یعنی دِین اِسلام) میں کوئی بھی ایسا نیا کام بنایا جو اِس (یعنی دِین اِسلام) میں نہیں ہے تو وہ کام مَردُود ہے﴾ صحیح بخاری/حدیث 2697/کتاب الصُلح/باب 5إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ، سُنن ابن ماجہ /باب 2،مُسند ابو یعلیٰ المُوصلی/حدیث 4594/تابع مُسند عائشہ رضی اللہ عنہا میں سے حدیث رقم 89،

قارئین کرام ،اِن آخر الذکر دونوں احادیث شریفہ کے اِلفاظ پر توجہ فرمایے ، محترم قارئین ،ان دونوں مختلف روایات میں سے دُوسری حدیث شریف کے اِلفاظ میں اُن لوگوں کی غلط فہمیوں کا کافی وشافی جواب ہے جو صِرف پہلی حدیث مُبارک کو استعمال کر کے اپنے خود ساختہ ، کسی صحیح دلیل کے بغیر بنائے ہوئے عقائد ، کاموں اور باتوں کو دِین کا حصہ بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ،

مثال کے طور پر اذان سے پہلے اور بعد میں اپنے خود ساختہ الفاظ ،جو بسا اوقات کفر و شرک سے بھرے ہوتے ہیں،اُن اِلفاظ میں صلاۃ وسلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صلاۃ وسلام کرنا تو دِین میں سے ہے ،لہٰذا ہمارا یہ کام بِدعت نہیں ہے ،

ایسے حِیلے ،بہانے اور باطل تاویلات کرنے والوں کو یہ دُوسری حدیث شریف کا عِلم نہیں ؟؟؟ یا اُنہیں یہ سمجھ ہی نہیں آتا کہ اُن کا یہ اذان سے پہلے اور بعد میں اپنے خود ساختہ الفاظ میں صلاۃ وسلام کرنا دِین میں نہیں ،اور جو کچھ دِین میں نہیں اُسے دِین کا عمل سمجھ کر کیا جائے تو وہ اللہ کے ہاں مَردُود ہے ؟؟؟

یا وہ اپنے گناہوں کو جانتے بوجھتے ہوئے دھوکہ دہی کے ساتھ چُھپانے کی کوشش کرتے ہیں ؟؟؟

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے ، ماننے ، اپنانے اور اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطاء فرمائے ، ہمارے اُن کلمہ گو بھائی بہنوں کو بھی جو اُن لوگوں کی باتوں کو دُرُست مانتے ہیں ، کہ جو لوگ مُحبتِ رسول (اور بقول اُن کے عِشقِ) رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے نام پر طرح طرح کے مَن گھڑت (خود سے بنائے ہوئے) نعرے ، نعتیں ،اور دُرُود کے نام پر شرک اور بدعت سے بھرپُور باتیں اور شعر و شاعری کرتے ہیں ،اور بسا اوقات تو صاف صریح کفر کی باتیں بھی ہوتی ہیں ، ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ ،

قارئین کرام ، اپنے آپ کو اِدھر اُدھر کی جذباتی ، نسبی یا کسی بھی طور نسبتی وابستگیوں سے کچھ دیر کے لیے آزاد کر کے ، غیر جانبداری والی کیفیت میں رہتے ہوئے ، آپ صاحبان ذرا سوچیے تو ، غور تو فرمایے ، تدبر تو کیجیے کہ ،،، کیا غلط بیانی ، جھوٹ ، شرک اور معاذ اللہ کفریہ عقائد پر مبنی یہ مَن گھڑت ، خود ساختہ دُرود ، اور صلاۃ وسلام ، اور نعتیں ، رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے رحمت اور سلامتی کی وہ دُعاء ہیں ، جو دُعاء کرنے کا اللہ جلّ شانہُ نے حکم فرمایا ، اور جس دُعاء

کو کرنے والے کے لیے اپنے اُسی رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی زُبان شریف سے نیکیاں ملنے اور گناہوں کی معافی ہونے، اور درجات میں بُلندی ہونے کی خوش خبری سنوائی،

اور اپنے اُسی رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی زُبان مُبارک سے ہی اُس دُعاء کے اِلفاظ بھی ادا کروائے، اور وہ دُعاء کرنے کا طریقہ بھی ظاہر کروایا،

جی نہیں، اور ہر گز ہر گز نہیں،

بلکہ یہ مَن گھڑت، خود ساختہ دُرود، اور صلاۃ و سلام، اور نعتیں سب کُچھ دِین میں نئی چیزیں ہیں، لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی، کسی سچی دلیل اور تصدیق کے بغیر بنائی ہوئی، ایسی ہی چیزوں کو اللہ کے خلیل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے بِدعت قرار دِیا ہے اور اِن سب کا یقینی ٹھکانا جہنم کی آگ قرار دِیا ہے،

میرے محترم قارئین، غور، توجہ، تحمل اور تدبر کے ساتھ اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے کچھ اِرشادات مبارکہ پڑھیے:::

عِرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ أُوصيكُم بتقوى اللَّه وَ السّمعِ وَ الطّاعةِ وَإن عَبداً حبشيٌّ ، فَإنّهُ مَن يَعِيش مَنكُم بَعدِي فَسيَرىٰ إختلافاً كثيراً ، فَعليكُم بسُنّتِي وَ سُنّةِ الخُلفاءِ الرّاشِدِينَ المَهدِيِّينَ ، تَمَسّكُوا بِها و عَضّوا عليها بِالنّواجِذِ ، وَ إيا كُم و مُحدثات الأُمُورِ فِإنّ كُلّ مُحدثةٍ بِدَعةٌ و كُلُّ بِدعةٍ ضلالةٌ (و كُلّ ضلالةٍ فى النّارِ):::: میں تُم لوگوں کو اللہ سے بچنے (یعنی اللہ کی نافرمانی سے باز رہ کر اللہ کے عذاب سے بچنے) کی وصیت کرتا ہوں اور (حق) بات سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ (کہنے والا کوئی) حبشی غُلام ہی ہو (یعنی اگر بات حق ہے تو اُسے مانو اور اُس پر عمل کرو اِس وجہ سے بات کو ردنہ کرو کہ کہنے والا کوئی بڑی حیثیت نہیں رکھتا) بے شک تُم سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا پس تُم لوگوں پر میری اور (میرے) ہدایت یافتہ، ہدایت دینے والے خُلفاء کی سنّت فرض ہے، اِسکو (انتہائی مضبوطی سے) تھام لو اور (یہاں تک کہ)اُس پر دانت گاڑ دو، اور خبردار باز رہو نئے کاموں سے، بے شک ہر نیا کام بِدعت ہے اور ہر بِدعت گُمراہی ہے (اور ہر گُمراہی آگ میں ہے) ﴾ صحیح ابن حبان/المقدمہ/حدیث 5، مُسند احمد /حدیث 17608/حدیث عِرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہُ میں سے حدیث رقم 4، مُستدرک الحاکم/حدیث 329/کتاب العِلم، سُنن اُبو داؤد/حدیث 4609/کتاب السُنّۃ/باب 6، سُنن الدرامی/حدیث 96/کتاب المقدمہ/باب 16، سلسۃ الاحادیث الصحیحہ/حدیث 2735،

غور فرمایے، قارئین کرام، اِس مذکورہ بالا صحیح حدیث مُبارکہ میں نبی اللہ مُحمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے بڑی وضاحت سے یہ حُکم دِیا ہے کہ **ہر بِدعت** گُمراہی ہے، لہذا کسی اچھی اور بُری بِدعت کی تقسیم کی کوئی گُنجائش نہیں،

[[[بِدعت کے بارے میں تفصیلی معلومات پر مشتمل مضمون بعنوان """ **بدعت کی لغوی اور شرعی تعریف، اچھی بدعت، اور بری بدعت کی حقیقت** """ نشر کیا جا چکا ہے، اِس موضوع کو دُرست طور پر شرعی طور پر مقبول دلائل کے مطابق اِس کو سمجھنے کے لیے اِس مضمون کا فائدہ اِن شاء اللہ خیر کا سبب ہو گا]]]

اب ہر وہ شخص جو طرح طرح مَن گھڑت """ دُرود """ پڑھتا اور پڑہاتا ہے، اور """ یا رسول اللہ """ کے نعرے لگاتا اور

لگواتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت (اور بقول اُن کے عِشق) کا دعویٰ کرتا مگر اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اَحکام کی خلاف ورزی کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عزت اور توقیر کرنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر اُنکو """نُور""" بنا کر اِنسانیت کے دائرے سے خارج کر کے اُنکو اُنکے رُتبے سے کم رُتبہ دیتا ہے، ایسا شخص اگر صحیح فہم والی صحت مند عقل رکھتا ہے تو خود ہی فیصلہ کرلے کہ وہ راہِ حق پر ہے یا کہیں اور ہی چلا جا رہا ہے،

اگر ہم اپنے اِرد گِرد نظر دوڑائیں تو ہمیں بہت سے ایسے لوگ نظر آئیں گے جو مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن قرآن و حدیث سے دُوری کی وجہ سے وہ بہت سے ایسے کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن کا قرآن و حدیث یا اسلافِ امت کے طرزِ عمل میں کوئی ثبوت نہیں ملتا،

اِسی میں کہا کرتا ہوں کہ :::

نہیں نہیں یہ مُحبت نہیں ہے، جمع خرچ ہے زُبانی
وہ کیا مُحبت، جِس میں محبوب کی ہے نافرمانی
مُحبت ووفاء کو دِی صحابہ نے تب وتاب جاودانی
اور تُمہاری مُحبت ہے اُن کے عمل سے رُو گردانی

اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے سچے عملی اظہار کے طریقوں میں سے ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایسے کاموں میں وقت اور سرمایہ برباد کرنے کی بجائے ان پر زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے، لیکن اُس طرح جِس طرح خُود اُنہوں نے سِکھایا ہے، اور، یا، اُس طرح جِس طرح اُن کے شاگردوں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پڑھا ہے،

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر بدعت اور گمراہی سے محفوظ رکھے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا سچی مُحبت کرنے والا بنائے کہ ہم اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تابع فرمانی کریں نہ کہ اُن کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنی مرضی کی عبادات کرتے رہیں .

قارئین کرام، ابھی ابھی ذِکر کردہ احادیث شریفہ کو ایک دفعہ پھر غور وتدبر، تسلی و تحمل کے ساتھ پڑھیے، یقین مانیے اِن میں دی گئی خبر روزانہ کی سیاسی، فلمی کھیل وغیرہ کی اخبار، جِس کو پڑھے اور سُنے بغیر اکثر لوگوں کا دِن نہیں گذرتا، اُس اخبار سے کہیں زیادہ اہم اور ہر لحاظ سے سچی ہیں کیونکہ اُس معصوم اور پاک ہستی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان سے سُنائی گئی ہیں، جِن کی زُبان اللہ کی طرف سے وحی کے بغیر بولتی نہ تھی، ہم اُسی مُبارک زُبان سے سیکھائی گئے اِلفاظ کے ساتھ اُس معصوم ہستی پر صلاۃ کرتے ہیں،

اللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مَحمدٍ و عَلیٰ آلِ مُحمدٍ کمَا صَلَّیتَ عَلیٰ ابرَاھِیمَ و عَلیٰ آلِ ابرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمیدٌ مَجِیدٌ ، اللّٰھم بارِک علیٰ مَحمدٍ و عَلیٰ آلِ مُحمدٍ کمَا بارِکتَ عَلیٰ ابرَاھِیمَ و عَلیٰ آلِ ابرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمیدٌ مَجِیدٌ آپ سب بھی اپنے روزمرہ معمولات میں اس مبارک عمل کو ضرور شامل کیجیے، خصوصاً صبح شام کے وقت دس دس مرتبہ یہ صلاۃ (دُرود) پڑھنا نہ بھولیے تاکہ قیامت کے دن ہم اِن لوگوں میں شامل ہو سکیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عطاء فرمائے گا، اور لوگوں کے اپنے بنائے الفاظ پر مبنی صلاۃ وسلام سے دُور رہیے، یہ

بظاہر کتنے ہی خوبصورت لگتے ہوں لیکن قدر و قیمت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کے اعتبار سے یہ اِلفاظ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بتائے ہوئے، سِکھائے ہوئے مُبارک الفاظ کے مُقابلے میں کُچھ بھی نہیں ہیں،

غور فرمایے قارئین کرام، کیا اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِلفاظ کو چھوڑ کر کِسی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ادا کردہ اِلفاظ کو چھوڑ کر دُوسروں کے اِلفاظ کو اپنانا، اُن دُوسروں کو، اور اُن کے اِلفاظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِلفاظ مُبارکہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ادا کردہ اِلفاظ سے بہتر جاننا نہیں ہے؟؟؟

اور کیا یہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی نہیں ہے؟؟؟

اور کیا اللہ کی ناراضگی کا سبب نہیں ہے؟؟؟

یقیناً اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بتائے اور سِکھائے ہوئے اِلفاظ مُبارکہ، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے ادا کیے گئے اِلفاظ کو چھوڑ کر دُوسروں کے اِلفاظ اپنانا، اُن دُسروں کو، اور اُن کے اِلفاظ کو بہتر جاننا ہے،

اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے،

اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے،

لہذا اپنی دُعاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام (رحمت وسلامتی کی دُعاء) کے لیے صِرف اور صِرف وہ ہی الفاظ اور طریقہ اور وقت اور کیفیت اپنایے جو اُس زبانِ مبارک کے ذریعے ہمیں سِکھائے گئے ہیں جو وحی الٰہی کے بغیر حرکت بھی نہ کرتی تھی، اور اُن کے عِلاوہ صِرف اور صِرف وہ اِلفاظ اختیار کیجیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف سے ادا کردہ ہیں،

اور ایسے اِلفاظ کو اختیار کرنے سے مکمل پرہیز کیجیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات مُبارک سے، یا اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت نہ ہوتے ہوں، ایسے اِلفاظ اور اعمال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی، یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی سُنّت مان لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر بہتان ہے اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے محبت (اور بقول لوگوں کے عِشق) کے دعوے کا بطلان ہے۔

:::::::رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ کرنے کے سُنّت شریفہ سے ثابت شُدہ مختلف الفاظ:::::::

اِن شاءِ اللہ، اب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر صلاۃ کرنے کے وہ الفاظ ذِکر کرتا ہوں جو اِلفاظ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت شریفہ سے ثابت ہیں،

:::(1):::سب سے زیادہ معروف اور مشہور وہ الفاظ ہیں جنہیں ہم دُرودِ اِبراہیمی کے نام سے جانتے ہیں، اُسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے،

:::(2):::یہ وہ صلاۃ (دُعاء) ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خود اپنے لیے فرمایا کرتے تھے،

﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ مُسند أحمد/حدیث 23873/أحادیث رجال مِن إصحاب النبی میں سے حدیث رقم 109، مشکل الآثار للطحاوی/حدیث 1864/جلد 5/صفحہ 226، باب باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کیفیۃ

الصلاۃ علیہ۔۔۔اِن روایات کی سند صحیح ہے،اور یہ روایت صحیح بخاری اور صحیح مُسلم میں بھی """ أَهْلِ بَيْتِهِ """ کے ذِکر کے بغیر موجود ہے، بحوالہ صفۃ الصلاۃ النبی/ صفحہ 165،

::: (3) ::: ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ﴾ صحیح بخاری/حدیث 4698/کتاب التفسیر/باب قَوْلِهِ (إِنَّ اللَّهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)، سُنن النسائی/حدیث 1301/کتاب السھو/باب 53، مشکل الآثار للطحاوی/حدیث 1861/ جلد 5/ صفحہ 223، باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کیفیۃ الصلاۃ علیہ، صحیح بخاری کی روایت کے عِلاوہ دیگر مذکورہ بالا دو روایات بھی صحیح ہیں، صفۃ الصلاۃ النبی/ صفحہ 166،

::: (4) ::: ﴿اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾ مُصنف ابن ابی شیبہ/حدیث 8726/کتاب الصلاۃ/باب 789 الصلاۃ علی النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَيْفَ هِيَ، إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا کہ اِس کی سند """مُرسل صحیح """ ہے، فضل الصلاۃ علی النبی ، بتحقیق محمد ناصر الدین الالبانی / صفحہ 61،

اِن کے عِلاوہ الفاظ کے کچھ تھوڑے سے فرق کے ساتھ اور بھی کئی صحیح احادیث ہیں، لیکن میں نے صِرف انہی کے ذِکر پر اکتفاء کیا ہے جو الفاظ میں ایک دوسرے سے کافی فرق والی ہیں،

:::::::رسول اللہ صلی اللہ پر صلاۃ وسلام کہیں سے بھی کیجیے، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خود نہیں سُنتے :::::::

یہ مذکورہ بالا بات میری نہیں، بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دی ہوئی خبر ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے ﴿لاَ تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلاَ تَجْعَلُوا قَبْرِى عِيدًا وَصَلُّوا عَلَىَّ فَإِنَّ صَلاَتَكُمْ تَبْلُغُنِى حَيْثُ كُنْتُمْ ::: اپنے گھروں کو قبرستان مت بنانا، اور نہ میری قبر کو پلٹ پلٹ کر آنے والے جگہ بنانا، اور مجھ پر صلاۃ کیا کرو، کہ تمہاری صلاۃ مجھ تک پہنچائی جاتی ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو﴾ سُنن ابو داؤد/حدیث 2044/کتاب المناسک/باب 99، إِمام الالبانی نے صحیح قرار دِیا،

اس حدیث شریف میں عقیدے کے اور بھی کئی مسائل بیان ہوئے ہیں، لیکن ہم اپنے موضوع تک محدود رہتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن کی قبرِ مُبارک کو بار بار وہاں جانے والی جگہ یعنی دوسرے الفاظ میں زیارت گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے، چہ جائیکہ وہاں جا جا کر دُعائیں کی جائیں،

اور بڑے واضح اِلفاظ میں بتا دِیا ہے کہ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر جو صلاۃ وسلام کیا جاتا ہے تو وہ خُود اُس کو نہیں سُنتے، بلکہ اُن تک پہنچایا جاتا ہے،

اب یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان شریف سے سنتے چلیے کہ کیسے پہنچایا جاتا ہے ؟؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ﴿إِنَّ لِلَّهِ مَلاَئِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ

أُمَّتِي السَّلاَمَ::: بے شک، اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے (بھی) ہیں جو زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں، وہی فرشتے مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں﴾ سُنن النسائی/حدیث 1290/کتاب السھو/باب 46السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دیا، مُسند أحمد/حدیث 3738/مُسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہُ میں سے حدیث رقم 322،

پس اِس معاملے میں کوئی شک والی بات نہیں رہتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر جہاں کہیں سے بھی صلاۃ و سلام کیا جاتا ہے تو وہ اُن تک اللہ کے فرشتے پہنچاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خُود بذات شریف لوگوں کی آوازیں نہیں سُنتے۔

:::::::رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے عِلاوہ کسی اور پر صلاۃ کرنے کے کا بیان :::::::

اِس مسئلے میں بھی عُلماء کرام میں قدیم سے اختلاف ہے،

کچھ کا یہ کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے علاوہ کسی اور پر صلاۃ نہیں کرنا چاہیے،

اور کچھ کا یہ کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے عِلاوہ اُن کی اُمت میں سے کسی بھی مُسلمان پر صلاۃ کی جا سکتی ہے لیکن دِل و دِماغ میں اِس مفہوم کی حاضری کے ساتھ وہ صلاۃ رحمت، برکت، اور بخشش (مغفرت) کی دُعاء ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر مخلوق کی طرف، یعنی فرشتوں اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اُمتیوں کی طرف سے صلاۃ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی مزید، رحمت، برکت، بخشش اور رُتبے میں بلندی کی دُعاء ہے،

پہلی رائے والے حضرات، اپنی دلیل کے طور پر کچھ منطقی باتوں کے عِلاوہ، مفسر قران، جلیل القدر صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان پیش کرتے ہیں کہ (((لا تصّلوا صَلاۃٌ عَلَیَ أحدٍ إِلّا عَلَیَ النّبیِّ ، و لکِن یُدعَیٰ لِلمُسلمِینَ و المُسلمات بِالإِستغفار::: نبی (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کے عِلاوہ کسی اور پر صلاۃ مت کرو، ہاں مُسلمان مرد اور عورت کے لیے بخشش کی دُعاء کی جائے))) یہ فرمان صحیح ثابت شُدہ ہے، جیسا کہ إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا کہ """اسنادہ صحیح رجالہ ثقات"""، فضل الصلاۃ علی النبی، بتحقیق محمد ناصر الدین الالبانی/روایت 75/صفحہ 67،

لیکن ہمیں یہ بات ماننے میں مشکل پیش آتی ہے کیونکہ یہ فتویٰ درج ذیل حدیث کے مُطابق نہیں،

عبداللہ بن ابی أوفی رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ ﴿کَانَ النَّبِيُّ صلَّى اللہُ علیہِ وَسلَّمَ إِذَا أَتَاہُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِھِمْ قَالَ (((اللَّھُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلاَنٍ)))، فَأَتَاہُ أَبِي بِصَدَقَتِہِ ، فَقَالَ (((اللَّھُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى))) ::: جب کوئی لوگ (یا شخص) نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوتے تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم (دُعاء) فرمایا کرتے کہ (((اے اللہ فُلاں کے خاندان پر پر رحمت و برکت فرما)))، پس ایک دفعہ میرے والد (أبی اوفی رضی اللہ عنہُ) اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے (دُعاء دیتے ہوئے اِرشاد) فرمایا (((اے اللہ أبی اوفی کے خاندان پر رحمت و برکت فرما)))﴾ صحیح بخاری/حدیث 1497/کتاب الزکاۃ

/باب64، صحیح مُسلم/حدیث 2544/کتاب الزکاۃ/باب55، صحیح ابن حبان/حدیث 917/کتاب الرقاق/باب10آخری باب، سُنن ابن ماجہ/حدیث 1868/کتاب الزکاۃ/باب8، سُنن ابن ماجہ/حدیث 1592/کتاب الزکاۃ/باب7، سُنن ابن ماجہ/حدیث 2471/کتاب الزکاۃ/باب13، مُسند أحمد/حدیث/حدیث عبداللہ بن أبی اوفیٰ میں سے حدیث رقم10، صحیحین کی روایات کے ساتھ ساتھ باقی سب روایات بھی صحیح ہیں،

اور ہم یہاں یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اُمتیوں میں سے کسی پر صلاۃ کرنے کا یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے خاص تھا، کیونکہ اسے خاص ماننے کے لیے کوئی مخالف آیت کریمہ یا حدیث شریفہ میسر نہیں،

اور خاص ماننے کے لیے دو مختلف نصوص کا ہونا ضروری ہے، اِس معاملے کو الحمد للہ بڑی تفصیل کے ساتھ میں اپنی کتاب """ہفتے کے دِن نفلی روزہ رکھنے کا شرعی حکم""" میں بیان کر چکا ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علاوہ کسی اور پر صلاۃ کرنے کے مسئلے پر فریقین کے دلائل جاننے کے لیے درج ذیل حوالہ جات کا مطالعہ کیا جائے تو مذکورہ بالا دُوسری رائے ہی دُرست معلوم ہوتی ہے کہ """رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے عِلاوہ اُن کے اُمت میں سے کسی بھی مُسلمان پر صلاۃ کی جا سکتی ہے، لیکن دِل و دِماغ میں اِس مفہوم کی موجودگی کے ساتھ وہ صلاۃ رحمت، برکت، اور بخشش (مغفرت) کی دُعاء ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر مخلوق کی طرف، یعنی فرشتوں اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اُمتیوں کی طرف سے صلاۃ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی مزید، رحمت، برکت، بخشش اور رُتبے میں بلندی کی دُعاء ہے"""،

مزید تفصیلی مباحث اور شروح کے لیے دیکھیے :

::::: شرح النووی علی صحیح مُسلم/کتاب الصلاۃ/باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّشَهُّدِ، مؤلف، إمام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی رحمہُ اللہ (متوفی676ہجری)،

::::: فتح الباری شرح صحیح البخاری/حدیث 4797/کتاب التفسیر میں سے باب قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ على النَّبِيِّ ، مؤلف إمام أحمد بن علی ابن حجر العسقلانی رحمہُ اللہ (متوفی852ہجری)،

::::: شرح صحیح البخاری، للعلامہ إبو الحسن علی بن خلف ابن بطال رحمہُ اللہ (متوفی449ہجری)/ کتاب الزکاۃ/ باب61 صَلَاةِ الإِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى : (خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً) إلى قوله : (سَكَنٌ لَهُمْ)، جزء3/ صفحہ 549،(ترقیم حسب المکتبۃ الشاملۃ)،

اور، جزء10/ صفحہ 114، 115،،(ترقیم حسب المکتبۃ الشاملۃ)،

::::: التمھید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید (305/17)/(کتاب تابع العین/ عبداللہ بن ابی بکر ابن حزم/حدیث الخامس العشر، مولف إمام یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر القرطبی رحمہُ اللہ (متوفی463ہجری)

::::: مجالس التذکیر من حدیث البشیر النذیر / صفحۃ217، مؤلف، عبد الحمید محمد بن بادلیس الصنہاجی رحمہُ اللہ (متوفی، 1359ہجری)

::::: شرح ریاض الصالحین، للشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہُ اللہ (متوفی1421ہجری)/کتاب حمد اللہ تعالیٰ و شکرہُ/ باب الأمر بالصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

::::: شرح سنن إبی داود للشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد حفظہُ اللہ/کتاب الوِتر/باب 28،

::::::: صلاۃ والسلام کے بارے میں چند ضعیف روایات :::::

::: (1) ::: (((مَن صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصبِحُ عَشراً ,وَ حِينَ يُمسِيُ عِشراً ادرِكَتهُ شِفاعَتِي يَومَ القِيامة::: جس نے دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کے وقت مجھ پر درود بھیجا، اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہو گی))) ضعیف، یعنی کمزور، نا قابل حُجت، سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ/حدیث رقم 5788،

پہلی دفعہ جب اِس مضمون کو بہت مختصر طور (july 2007) میں نشر کیا تھا، تو اِس مذکورہ بالا روایت کو میں نے صحیح کے طور پر ذِکر کیا تھا، اُس کے بعد اِمام الالبانی رحمہُ اللہ کی ہی تحقیق کے مُطابق مذکورہ بالا حوالہ میں یہ وضاحت ملی کہ یہ روایت ضعیف ہے، لہذا اب اِسے ضعیف روایات میں ذِکر کر رہا ہوں، تفصیل کے طلب گار مذکورہ بالا حوالہ کا مطالعہ فرمائیں،

::: (2) ::: (((مَن ذُكِرتُ عِندَهُ فَلَم يُصَلِّ عَلَيَّ؛ فَقد شَقِيَ::: جس کے سامنے میرا ذِکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر صلاۃ نہ کی تو وہ بد نصیب ہے))) ضعیف، یعنی کمزور، نا قابل حُجت، دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ/روایت 5223،

یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے الفاظ کے طور پر ثابت نہیں ہوتے، لیکن اِن کا مفہوم دیگر صحیح روایت میں میسر ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کی گئی صحیح روایات میں بخیل والی حدیث ہے،

::: (3) ::: (((......جَاءَنِي جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلامُ , فَأَخبَرَنِي: أَنَّهُ مَنْ ذُكِرْتَ عِندَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيكَ دَخَلَ النَّارَ, فَأَبعَدَهُ اللَّهُ وَأَسحَقَهُ , فَقُلْتُ: آمِينَ،،،،، ::::،،،،، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، اور مجھے بتایا کہ، جس کے سامنے میرا ذِکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر صلاۃ نہ کی تو وہ جہنم میں داخل ہو گیا، پس اللہ اُسے (اللہ کی رحمت اور بخشش سے) دُور کرے، اور اُسے برباد کرے، تو میں نے کہا، آمین))) روایت ضعیف جداً، یعنی بہت ہی کمزور ہے، دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ/روایت 6644،

::: (4) ::: (((إِنَّ البَخِيلَ كُلَّ البَخِيلِ مَنْ ذُكِرتُ عِندَهُ؛ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ:::)))روایت ضعیف ہے، دیکھیے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ/روایت 7070، یہ الفاظ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتے لیکن اِس کے بہت قریبی معنی اور مفہوم والے الفاظ صحیح حدیث میں وارد ہیں، اُس کا ذِکر پہلے کیا جا چکا ہے،

::: (5) ::: (((مَن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما::: جس نے جمعہ کے دِن مجھ پر اسی 80 دفعہ صلاۃ کی، اللہ اُس کے اسی سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے))) یہ روایت انس ابن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت کی گئی ہے، اور یہ روایت جھوٹی، من گھڑت خود ساختہ ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے اِمام الالبانی رحمہُ اللہ کی سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ/روایت 215،

::: (6) ::: (((الصلاة علي نور على الصراط، ومن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة؛ غفرت له ذنوب ثمانين عاماً::: مجھ پر صلاۃ کرنا (پُل) صراط پر روشنی ہے، اور جس کسی نے جمعے والے دِن مجھ پر اسی 80 دفعہ صلاۃ کی تو اُس کے اسی 80 سال کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں))) یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کی گئی، لیکن افسوس کے یہ روایت بھی ضعیف، یعنی کمزور، نا قابل حجت ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے، سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ/روایت 3804، اور، القول البدیع فی صلاۃ علی الحبیب/صفحہ رقم 198،

ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ، جو معنیً یا مفہوم کسی صحیح حدیث میں موجود ہے، اگر وہ کسی ضعیف روایت میں کچھ مختلف الفاظ میں ذِکر ہوا ہے تو اسے بھی ماننے یا نشر کرنے میں کیا حرج ہے ؟؟؟

تو اُس کے جواب میں یہ گذارش ہے کہ، بڑی توجہ، تدبر، تحمل اور صبر کے ساتھ درج ذیل مضمون کا مطالعہ فرمایے:

"""رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کچھ منسوب کرنا http://bit.ly/1Ix1DYY"""

اللہ نے چاہا تو سارا مسئلہ سمجھ آ جائے گا،

(((الدعاء محجوب عن الله حتى يصلي على محمد وأهل بيته:::جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) پر اُن کے اَھل بیت پر صلاۃ نہ کی جائے تو دُعاء اللہ کے سامنے نہیں جاتی))) امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ سے روایت کی گئی، لیکن یہ بھی ضعیف یعنی کمزور، نا قابل حجت ہے، ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ/روایت 3002،

:::(7)::: (((إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لاَ يَصْعَدُ مِنْهُ شَىْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ::: بے شک دُعاء اُس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان رُکی رہتی ہے اور اُس میں سے کچھ بھی اُوپر نہیں چڑھتا جب تک کہ تُم اپنے نبی پر صلاۃ نہ کرو))) سُنن الترمذی/حدیث 488/کتاب الصلاۃ /باب 240 مَاجَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِيِّ،

یہ روایت أمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ سے کی گئی ہے، لیکن ضعیف یعنی کمزور، نا قابل حجت ہے، اور موقوف بھی ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے "إِرواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل/حدیث 432"،

:::(8)::: (((من صَلَّى عَلَيّ عِنْد قَبْرِي سمعته، وَمن صلي عَلّي نَائِيا أُبْلِغْتُهُ::: جِس نے میری قبر کے پاس سے مجھ پر صلاۃ کی تو وہ میں سُنتا ہوں، اور جس نے کسی اور جگہ سے صلاۃ کی تو اُس کی خبر مجھے پہنچا دی جاتی ہے))) یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت کی گئی ہے، اور جھوٹی، خود ساختہ، من گھڑت ہے، دیکھیے إِمام الشوکانی رحمہُ اللہ کی "الفوائد المجموعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ" میں کتاب الفضائل/باب فضل صلاۃ علی النبی میں روایت 16،

اِس سے ملتی جلتی ایک دو اور روایات بھی ہیں جن کے آخر میں "أُبْلِغْتُهُ" کی بجائے کچھ اور الفاظ ہیں، لیکن اُن کا بھی یہی حال ہے،

جی ہاں، اِن روایات میں سے صِرف خبر پہنچائے جانے والی بات، کچھ اور، صحیح اسناد والی روایات میں صحیح ثابت ہوتی ہے، اِس کا ذِکر سابقہ باب میں گذر چکا ہے،

:::(9)::: (((أكثروا مِن الصلاة علي يوم الجمعة. فمن كان أكثرهم علي صلاة كان أقربهم مني منزلة يوم القيامة:::جمعہ کے دِن مجھ پر صلاۃ کرنے کی کثرت کیا کرو، جو کوئی بھی مجھ پر جتنی زیادہ صلاۃ کرے گا قیامت والے دِن اُس کا مُقام میرے اُتنے ہی قریب ہو گا))) ابی امامہ الباھلی رضی اللہ عنہُ سے روایت کی گئی، لیکن ضعیف جداً، یعنی بہت ہی کمزور ہے، سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ/روایت 2892،

:::(10)::: (((مَن صلى علي في يوم جمعة وليلة جمعة مئة من الصلاة. قضى الله له مئة حاجة: سبعين من حوائج الآخرة، وثلاثين من حوائج الدنيا. ووكل الله عز وجل بذلك ملكا يدخله على قبري كما يدخل عليكم الهدايا؛ إن علمي بعد موتي كعلمي في حياتي:::جِس نے جمعے کے دِن میں اور

جمعے کی رات میں مجھ پر سو دفعہ صلاۃ کی، اللہ اُس کی سو ضرورتیں پوری کرتا ہے، ستر 70 آخرت کی ضروریات میں سے اور تیس 30 دُنیا کی ضروریات میں سے، اور اللہ ایک فرشتے کو اِس کام کے لیے مقرر کر دیتا ہے کہ وہ اُسے میری قبر میں اِس طرح داخل کرتا ہے جیسے تُم لوگوں کے پاس کوئی تحفہ آتا ہے، بے شک میری موت کے بعد بھی میرا عِلم اُسی طرح ہے جیسا کہ میری زندگی میں ہے))) موضوع، یعنی جھوٹی خود ساختہ روایت، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ/روایت 5857،

:::(11):::(((إن أقربكم مني يوم القيامة في كل موطن أكثركم علي صلاة في الدنيا من صلى علي في يوم الجمعة وليلة الجمعة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخره وثلاثين من حوائج الدنيا ثم يوكل الله بذلك ملكاً يدخله في قبري كما تدخل عليكم الهدايا يخبرني من صلى علي باسمه ونسبه إلى عشيرته فاثبته عندي في صحيفة بيضاء::: قیامت والے دِن ہر ایک موقع اور مُقام پر میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے دُنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ صلاۃ کی ہو گی))) یہ بھی ضعیف، یعنی کمزور نا قابل حُجت روایت ہے، القولُ البدیعُ فی الصّلاۃِ علَی الحَبِیبِ الشّفِیعِ/صفحہ 162، مولف إمام شمس الدِین محمد بن عبدالرحمان السخاوی رحمہُ اللہ (متوفی 902ہجری)،

:::(12):::(((منْ سرّهُ أن يكْتال بالمِكْيالِ الأوفى إذا صلى علينا أهل البيتِ؛فليقل: اللهم ، صلِّ على محمد النبي، وأزواجه أمهات المؤمنين، وذريته، وأهل بيته، كما صليْت على ال إبراهيم؛ إنك حميد مجيد::: جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ اُسے پورا پیمانہ بھر کر اجر ملے تو جب وہ ہم اھل بیت پر صلاۃ کرے تو یہ کہے کہ، اے اللہ محمد نبی پر صلاۃ کر، اور اُن کی بیویوں پر جو کہ اِیمان والوں کی مائیں ہیں، اور نبی کی تمام نسل، اور نبی کے گھر والوں پر، جیسا کہ تُو نے اِبراھیم کی آل پر صلاۃ کی، بے شک تُو بڑی تعریف والا اور بڑی بُزرگی والا ہے))) سُنن ابو داؤد/اول کتاب الصلاۃ/باب 183، إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے ضعیف یعنی کمزور، نا قابل حجت قرار دِیا، کیونکہ اِس کی سند میں حبان بن یسار نامی راوی ضعیف ہے،

::: (13) ::: (((حجوا الفرائض فإنها أعظم أجرا مِن عشرين غزوة في سبيل الله ، وإن الصلاة علي تعدل ذا كله:::فرض پورے کرو، کیونکہ ایسا کرنا، اللہ کی راہ میں بیس دفعہ جِہاد کرنے سے زیادہ اجر والا ہے، اور مجھ پر صلاۃ کرنا اِن سب کے برابر ہے))) یہ بھی ضعیف، یعنی کمزور نا قابل حُجت روایت ہے، القَولُ البَدِيعُ فِي الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ/صفحہ 132، مولف إمام شمس الدِین محمد بن عبدالرحمان السخاوی رحمہُ اللہ (متوفی 902ہجری)،

::: (14) ::: (((مَن حج حجة الإسلام وغزا بعدها غزوة كتبت غزاته بأربع مائة حجة قال فانكسرت قلوب قوم لا يقدرون على الجهاد ولا الحج قال فأوحى الله عز وجل إلى ما صلى عليك أحد

إلا كتبت صلاته بأربع مائة غزاة كل غزاة بأربع ماية حجة :::جس نے فرض حج کیا اور پھر اُس کے بعد جِہادی مہم میں شامل ہوا، تو اُس کی جِہادی مہم کا اجر چار سو حج کے برابر لکھ دیا جاتا ہے،

راوی کا کہنا ہے کہ """ یہ بات سن کر اُن لوگوں کے لوگوں کے دِل ٹوٹ گئے کیا"""،

تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہا، اللہ عزّ وجلّ نے میری طرف وحی کی ہے کہ (اے محمد) جو کوئی تُم پر صلاۃ کرے گا تو میں اُس کی اِس صلاۃ کو چار سوجہادی مہموں کے برابر لکھ دوں گا، اور ہر ایک جہادی مہم کو چار سو حج کے برابر)))،

یہ بھی من گھڑت روایت ہے، القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ/ صفحہ 132، مولف إِمام شمس الدِین محمد بن عبدالرحمان السخاوی رحمہُ اللہ (متوفی 902ہجری)،

:::(15):::(((إذا نسيتم شيئاً فصلوا علي تذكروه إن شاء الله تعالى:::اگر تُم لوگ کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر صلاۃ کرو، تو اِن شاء اللہ وہ چیز تم لوگوں کو یاد آجاءے گی))) یہ بھی ضعیف ،یعنی کمزور نا قابل حُجت روایت ہے، القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ/ صفحہ 227، مولف إِمام شمس الدِین محمد بن عبدالرحمان السخاوی رحمہُ اللہ (متوفی 902ہجری)،

:::(16):::(((مَن صلى علي في يوم ألف مرة ؛ لم يمت حتى يرى مقعده مِن الجنة:::جِس نے ایک دِن میں مجھ پر ہزار دفعہ صلاۃ کی، اُسے مرنے سے پہلے جنّت میں اُس کی جگہ دِکھا دی جائے گی))) ضعیف جداً، یعنی انتہائی کمزور، بالکل ہی نا قابل حُجت روایت، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ /روایت 5110، منکر، ضعیف الترغیب والترھیب /روایت 1034،

:::(17):::(((إن الله تعالى خلق ملكاً له جناح في المشرق وجناح في المغرب ورأسه تحت العرش ورجلاه تحت الأرض السابعة وعليه بعدد خلق الله ريش فإذا صلى رجل أو امرأة من أمتي علي أمره الله تعالى أن ينغمس في بحر من نور تحت العرش فينغمس فيه ثم يخرج وينفض جناحه فيقطر من كل ريشة قطرة فيخلق الله من كل قطرة ملكاً يستغفر له إلى يوم القيامه:::اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ تخلیق کیا جِس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، اور اُس کا سر عرش کے نیچے ہے اور اُس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں، اور اُس کے جِسم پر اللہ کی مخلوق کے عدد کے برابر بال ہیں، پس اگر میری اُمت میں سے کوئی مرد یا عورت مجھ پر صلاۃ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے پائے جانے والے روشنی کے سُمندر میں غوط لگائے، تو وہ غوط لگاتا ہے اور پھر باہر آکر اپنے دونوں پر جھٹکاتا ہے، تو اُس کے ہر ایک بال سے ایک قطرہ (روشنی کا) گرتا ہے، تو اللہ ہر ایک قطرے سے ایک فرشتہ بناتا ہے جو اُس صلاۃ کرنے والے (یا والی) کے لیے قیامت تک بخشش کی دُعاء کرتا ہے))) لا اصل لہ، یعنی اِس کی کوئی اصل نہیں، یہ لا پتہ لوگوں کی بنائی ہوئی ایسی روایت ہے جس کا حدیث شریف کی کسی کتاب میں اِس کا کوئی سراغ نہیں ملتا،

:::(18):::رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہُ سے روایت کی گئی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا (((مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَقَالَ : اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي:::جِس نے محمد پر صلاۃ کی، اور کہا کہ، اے اللہ محمد کو قیامت والے دِن اپنے قریب والی جگہ عطاء فرمانا، اُس شخص کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی)))،

یہ روایت مُختلف کتابوں میں ہے ،اِمام البانی رحمہُ اللہ نے """ سلسلہ الاحادیث الضعیفہ /روایت 5142""" میں اِس کی مکمل تخریج پیش کی ہے، جِس کے مُطابق یہ روایت ضعیف قرار پاتی ہے۔

:::(19)::: برقی ذرائع ابلاغ و نشر پر پھیلائے جانے والے پیغامات اور تصویری مُراسلات میں سے کچھ میں یہ روایت پھیلائی جاتی ہے کہ :
ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے خصوصی طور پر اپنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہُ کے درمیان میں بٹھایا ، صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا، جب وہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا (((یہ شخص مجھ پر یہ درود پڑھتا ہے کہ ، اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحمد کَما تُحبُّ وتَرضی ::: اے اللہ محمد پر تو اپنی رضا اور چاہت کے مُطابق صلاۃ فرما)))
اور کہیں ، کسی پیغام میں ، علامہ اِبو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد السخاوی رحمہُ اللہ کی کتاب """ القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع """ کا حوالہ بھی دِیا گیا ہوتا ہے،
جی ہاں ، یہ روایت اُسی کتاب میں ہے ، اور جہاں علامہ صاحب رحمہُ اللہ نے یہ روایت نقل کی ہے وہاں اِس روایت کے بارے میں ، روایت سے پہلے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ """ مما لم أقف علی سندہ ::: اُن میں سے ، جِن کی سند کا مجھے کوئی پتہ نہیں چل سکا """ ،
یعنی یہ ایسی روایت ہے جِس کو نقل کرنے والے کو بھی اِس کی سند کا پتہ نہیں ، لہذا اُنہوں نے امانت داری سے اِس کا حال بیان کر دِیا ،
پس ایسی بلا سند بات کو بھلا کون حدیث مان سکتا ہے ؟
:::(20)::: اَنس ابن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت کیا جاتا ہے ، کہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا (((مَن قَالَ اللہ صلي علی محمد و علی آلہ و سلم و کان قائما غُفِرَ له قبل أن يَقْعُدَ و إن کان قاعداً غُفِرَ له قبل أن يَقُومَ ::: جِس نے کہا، (اے) اللہ محمد اور اُس کی آل پر رحمت و سلامتی کر، اور (یہ کہتے ہوئے) وہ کھڑا تھا، تو اُس کے بیٹھنے سے پہلے اُس کی بخشش کر دی جائے گی، اور اگر بیٹھا ہو گا تو کھڑا ہونے سے پہلے اُس کی بخشش کر دی جائے گی))) ،
اور حوالہ """ افضل الصلاۃ علی سید السادات """ کا دِیا جاتا ہے ،
اِس کتاب کے مؤلف یُوسف نبھانی صاحب ایک روایتی قسم کے صوفی تھے ، اور اپنی اِس کتاب میں کِسی """ شروح الدلائل """ نامی کتاب کے حوالے سے کسی سند کے بغیر یہ روایت لکھی ہے ،
اِسی طرح کسی سند کے بغیر یہ روایت مجھے ایک دو اور کتابوں میں بھی ملی ہے ، پس ، یہ روایت صِرف روایت ہے حدیث نہیں۔
:::(20)::: ایک اور تصویری مراسلے میں درج ذیل صلاۃ وسلام لکھا ملا :::
(((اللّٰھُمّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ الْحَبِيبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيمِ الْجَاهِ وَعَلَى

آلِہِ وَصَحْبِہِ وَسَلِّمْ)))، اور حوالہ کے طور پر """افضل الصلاۃ علی سید السادات""" لکھا ہوا تھا،

اِسے وہاں حدیث کے طور پر تو ذِکر نہیں کیا گیا، اور نہ ہی کافی تلاش وبیسار کے باوجود یہ الفاظ مجھے حدیث کی کسی روایت میں نہیں ملے، اور نہ ہی اُس کتاب میں ملا جِس کا حوالہ تصویری مراسلے میں ہے، یعنی """افضل الصلاۃ علی سید السادات"""،

پس یہ حدیث تو ہے نہیں،

اُس تصویری مراسلے میں، بزرگوں کے قول کے طور پر، اِس صلاۃ وسلام کے جو کچھ بھی نتائج مذکور ہیں، وہ سب کے سب بلا دلیل وحُجت ہیں، یہ بھی حضرات صوفیاء کرام کی مہربانیوں میں سے ہے، کہ اُن کے ایک شیخ، جن کا نام احمد بن الخلوتی الصاوی ہے، اُنہوں نے اپنی کتاب """شرح صلوات الدردیری""" میں اپنے طور پر یہ باتیں ذِکر کی ہیں، جِن کی کوئی دلیل، کوئی سند ذِکر نہیں کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر صلاۃ کرنے کے بارے میں صِرف یہی مذکورہ بالا روایت جھوٹی اور کمزور نہیں ہیں، بلکہ اور بھی بہت ہیں، اگر اُن سب کو یہاں ذِکر کیا جاتا تو شاید ایک الگ کتاب ہی بن جاتی،

میں نے یہاں وہ روایات ذِکر کی ہیں جو عموماً اِدھر اُدھر گھومتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں، خاص طور پر موجودہ دور کے برقیاتی ذرائع نشر وابلاغ میں، ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ، واللہ المستعان،

::::::لفظ """صلوۃ""" یا """صلاۃ""" کے لُغوی معانی اور مفاہیم::::::

جیسا کہ میں آغاز میں کہا تھا کہ """عربی میں لفظ """صلوۃ""" یا """صلاۃ""" کے یقیناً کئی مفہوم ملتے ہیں، اُن کی تفصیل اِن شاء اللہ میں مضمون کے آخر میں ذِکر کروں گا، یہاں اُس تفصیل کا حاصل کلام پیش کرتا ہوں، اور وہ اِس لیے کہ وہ تفصیل ایک عام قاری کے لیے کافی خشک اور غیر دلچسپ ہو سکتی ہے"""،

پس، یہاں میں وہ تفصیل پیش کر رہا ہوں، وللہ الحمد،

سب سے پہلے، عربی لُغت کی سب سے بہترین، جامع اور معتمد علیہ کتاب """لسان العرب""" میں مادہ """صلا""" کے تحت درج اِس لفظ کے معانی اور مفاہیم پیش کرتا ہوں،

اِس کتاب کے مؤلف، علامہ محمد بن مکرم بن منصور الافریقی، المصری رحمہُ اللہ (متوفی 711 ہجری) ہیں، جو کہ ایک صحابی رویفع بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہُ کی اولاد میں سے ہیں اور ابن منظور کے لقب سے معروف ہیں، اور عربی لُغت کے بڑے معتمد إماموں میں سے ہیں،

""""""::: صلا :::الصَّلاۃُ الرُّکوعُ والسُّجودُ.

فأَما قولُه صلى الله عليه وسلم (((لا صَلاةَ لجارِ المَسْجِدِ إلا في المسْجِدِ))) فإنه أَراد لا صلاةَ فاضِلَةٌ أَو كامِلةٌ .

والجمع صلوات.

والصلاةُ الدُّعاءُ والاستغفارُ .

قال الأَعشى وصَهْباءَ طافَ يَهُودِيُّها وأَبْرَزَها وعليها خَتَمْ وقابَلَها الرِّيحُ في دَنِّها وصلى على دَنِّها وارْتَسَمْ قال

دعا لها أَن لا تَحْمَضَ ولا تفسُدَ،

والصَّلاةُ من الله تعالى الرَّحمة،

قال عدي بن الرقاع صلى الإِلَهُ على امْرِئٍ ودَّعْتُه وأَتمَّ نِعْمَتَه عليه وزادَها ،

وقال الراعي صلى على عَزَّةَ الرَّحْمَنُ وابْنَتِها ليلى وصلى على جاراتِها الأُخَر ،

وصلاةُ الله على رسوله رَحْمَتُه له وحُسْنُ ثنائِه عليه،

وفي حديث ابن أَبي أَوْفى أَنه قال""" أَعطاني أَبي صَدَقة مالِهِ فأَتيتُ بها رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقال اللَّهُمَ صَلِّ على آلِ أَبي أَوْفى """،

قال الأَزهري هذه الصَّلاةُ عندي الرَّحْمة ومنه قوله عز وجل إِن اللهَ وملائكته يصلُّون على النبيّ يا أَيُّها الذين آمنُوا صَلُّوا عليه وسَلِّموا تسليماً فالصَّلاةُ من الملائكة دُعاءٌ واسْتِغْفارٌ ومن الله رحمةٌ وبه سُمِّيَت الصلاةُ لِما فيها من الدُّعاءِ والاسْتِغْفارِ،

وفي الحديث التحيَّاتُ لله والصَّلوات،

قال أَبو بكر الصلواتُ معناها التَّرَحُّم،

وقوله تعالى إِن الله وملائكتَه يصلُّون على النبيّ أَي يتَرَحَّمُون،

وقوله اللهم صَلِّ على آلِ أَبي أَوْفى أَي تَرَحَّم عليهم،

وتكونُ الصلاةُ بمعنى الدعاء ،

وفي الحديث قوله صلى الله عليه وسلم (((إِذ دُعِيَ أَحدُكم إِلى طَعامٍ فليُجِبْ فإِن كان مُفْطِراً فلَيَطْعَمْ وإِن كان صائماً فليُصَلِّ)))،

قوله فلْيُصَلِّ يَعْني فلْيَدْعُ لأَرْبابِ الطَّعامِ بالبركةِ والخيرِ،

والصَّائمُ إِذا أُكِلَ عنده الطَّعامُ صَلَّت عليه الملائكةُ،

ومنه قوله صلى الله عليه وسلم من صَلى عليَّ صَلاةً صَلَّت عليه الملائكةُ عَشْراً وكلُّ داعٍ فهو مُصَلٍّ ومنه قول الأَعشى عليكِ مثلَ الذي صَلَّيْتِ فاغتَمِضِي نوْماً فإِن لِجَنْبِ المرءِ مُضْطَجَعا معناه أَنه يأْمُرُها بإن تَدْعُوَ له مثلَ دعائِها أَي تُعيد الدعاءَ له ويروى عليكِ مثلُ الذي صَلَّيت فهو ردٌّ عليها أَي عليك مثلُ دُعائِكِ أَي يَنالُكِ من الخيرِ مثلُ الذي أَرَدْتِ بي ودَعَوْتِ به لي،

قال أَبو العباس في قوله تعالى هو الذي يُصَلِّي عليكم وملائكتُه فيصلِّي يَرْحَمُ وملائكتُه يَدْعون للمسلمين والمسلمات،

ومن الصلاة بمعنى الاستغفار حديث سودَةَ أَنها قالت """يا رسولَ الله إِذا مُتْنا صَلَّى لنا عثمانُ بنُ مَظْعون حتى تأْتِينا """،

فقال لها (((إِن الموتَ أَشدُّ مما تُقَدِّرينَ)))،

قال شمر قولها صلَّى لنا أَي اسْتَغْفَرَ لنا عند ربه،

وكان عثمانُ ماتَ حين قالت سودَةُ ذلك،

وأَما قوله تعالى أُولئك عليهم صَلَوات من ربهم ورحمةٌ فمعنى الصَّلوات ههنا الثناءُ عليهم من الله تعالى ،

وقال الشاعر صلَّى على يَحْيَى وأَشْياعِه ربٌّ كريمٌ وشَفِيعٌ مطاعْ معناه ترحَّم الله عليه على الدعاءِ لا على الخبرِ،

و قال ابن الأَعرابي الصلاةُ مِن اللهِ رحمةٌ ومِن المخلوقين الملائكةِ والإِنْسِ والجِنِّ القيامُ والركوعُ والسجودُ والدعاءُ والتسبيحُ ،

والصلاةُ من الطَّيرِ والهَوَامِّ التسبيح ،

وقال الزجاج الأَصلُ في الصلاةِ اللُّزوم ،

يقال قد صَلِيَ واصْطَلَى إذا لَزِمَ ،

ومن هذا مَنْ يُصْلَى في النار أَي يُلْزَمُ النارَ ،

وقال أَهلُ اللغة في الصلاة إنها من الصَّلَوَيْنِ وهما مُكْتَنِفا الذَّنَبِ من الناقة وغيرها،

وأَوَّلُ مَوْصِلِ الفخذين من الإِنسانِ فكأَنهما في الحقيقة مُكْتَنِفا العُصْعُصِ،

قال الأَزهري والقولُ عندي هو الأَوّل إنما الصلاةُ لُزومُ ما فرَضَ اللهُ تعالى ،

والصلاةُ من أَعظم الفَرْض الذي أُمِرَ بلُزومِه،

والصلاةُ واحدةُ الصَّلواتِ المَفْروضةِ وهو اسمٌ يوضَعُ مَوْضِعَ المَصْدر ،

تقول صَلَّيْتُ صلاةً ولا تَقُلْ تَصْلِيةً،

وصلَّيْتُ على النبي صلى الله عليه وسلم قال ابن الأَثير وقد تكرر في الحديث ذكرُ الصلاةِ وهي العبادةُ المخصوصةُ وأَصلُها الدعاءُ في اللغة فسُمِّيت ببعض أَجزائِها وقيل أَصلُها في اللغة التعظيم وسُمِّيت الصلاةُ المخصوصة صلاةً لما فيها من تعظيم الرَّبِّ تعالى وتقدس،

وقوله في التشهد الصلواتُ لله أَي الأَدْعِية التي يُرادُ بها تعظيمُ اللهِ هو مُسْتحِقُّها لا تَلِيقُ بأَحدٍ سواه ،

وأَما قولنا اللَّهم صلِّ على محمدٍ فمعناه عَظِّمْه في الدُّنيا بإعلاءِ ذِكرِهِ وإظْهارِ دعْوَتِه وإبقاءِ شَريعتِه وفي الآخرة بتَشْفِيعهِ في أُمَّتهِ وتضعيفِ أَجرِهِ ومَثُوبَتِه ،

وقيل المعنى لمَّا أَمَرَنا اللهُ سبحانه بالصلاة عليه ولم نَبْلُغ قَدْرَ الواجبِ من ذلك أَحَلْناهُ على اللهِ وقلنا اللهم صلِّ أَنتَ على محمدٍ لأَنك أَعْلَمُ بما يَليق به وهذا الدعاءُ،

قد اختُلِفَ فيه هل يجوزُ إطلاقُه على غير النبيِّ صلى الله عليه وسلم أَم لا والصحيح أَنه خاصٌّ له ولا يقال لغيره،

وقال الخطابي الصلاةُ التي بمعنى التعظيم والتكريم لا تُقال لغيره والتي بمعنى الدعاء والتبريك تقالُ

لغیرہ ومنہ اللهم صلِّ على آلِ أَبي أَوْفَى أَي تَرَحَّم وبَرِّك،
وقيل فيه إنَّ هذا خاصٌّ له ولكنه هو آثَرَ به غيرهَ وأَما سِواه فلا يجوز له أَن يَخُصَّ به أَحداً وفي الحديث ((مَن صَلَّى عليَّ صلاةً صَلَّتْ عليه الملائكةُ عشراً)) أَي دَعَتْ له وبَرَّكَتْ،
وفي الحديث الصائمُ إذا أُكِلَ عندَ الطعامُ صَلَّتْ عليه الملائكةُ،
وصَلَوات اليهودِ كَنائِسُهم ،
وفي التنزيل لَهُدِّمَتْ صَوامِعُ وبِيَعٌ وصَلَوَاتٌ ومساجِدُ،
قال ابن عباس هي كَنائِسُ اليهود أَي مَواضِعُ الصَّلواتِ وأَصلُها بالعِبْرانِيَّة صَلُوتا وقُرِئَتْ وصُلُوتٌ ومساجِدُ،
قال وقيل إنها مواضِعُ صَلوتِ الصابِئِين،
وقيل معناه لَهُدِّمَتْ مواضعُ الصلواتِ فأُقِيمت الصلواتُ مقامَها،
كما قال وأُشْرِبُوا في قلوبهمُ العجلَ أَي حُبَّ العجلِ،
وقال بعضهم تَهْدِيمُ الصلوات تَعْطِيلُها ،
وقيل الصلاةُ بيْتٌ لأَهْلِ الكتابِ يُصَلُّون فيه،
وقال ابن الأَنباري عليهم صَلَوَاتٌ أَي رَحماتٌ،
قال ونَسَقَ الرَّحمة على الصلوات لاختلافِ اللَّفظَين وقوله وصَلَواتُ الرسول أَي ودَعَواته،
،،،،،،،،،،،،،،،،"""""""""

اس کے بعد اس لفظ کے بارے میں جو لُغوی بیان ہے وہ ہمارے موضوع سے کسی طور کچھ تعلق نہیں رکھتا اس لیے میں یہاں تک ہی لکھ رہا ہوں،
پھر بھی لُغت کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے قارئین کرام کی تسلی اور مزید فائدے کے لیے ،اور عمومی طور پر سب ہی قارئین کرام کو کسی قِسم کے شک و شبہے سے دُور رکھنے کے لیے ایک دو فقرے لکھ دیتا ہوں کہ تا کہ سب ہی قارئین کو اندازہ ہو جائے کہ اِس کے بعد اِس لفظ کے کن معانی اور مفاہیم کا بیان ہوا ہے """"""" والصَّلا وسَطُ الظَّهرِ من الإنسانِ ومن كلِّ ذي أَرْبَعٍ،
وقيل هو ما انْحَدَر من الوَرِكَيْنِ وقيل هي الفُرْجَةُ بين الجاعِرَةِ والذَّنَب وقيل هو ما عن يمين الذَّنَبِ وشِمالِه والجمعُ صَلَواتٌ وأَصلاءٌ الأُولى مما جُمِعَ من المُذَكَّر بالأَلف والتاء والمُصَلِّي من الخَيْل الذي يجيء بعدَ السابقِ لأَن رأْسَه يَلِي صَلا المتقدِّم وهو تالي السابق
،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،"""""""""،

إمام محمد بن إبی بکر بن عبدالقادر الرازی رحمہُ اللہ (متوفی 660، اور کہا گیا کہ 666ہجری اور یہ زیادہ دُرست معلوم ہوتا ہے) نے اپنی بہترین اور معتمد کتاب """مختار الصحاح""" میں مادہ"""صلا""" کے تحت لکھا ہے:::

"""""""الصَّلاةُ الدعاء،

والصلاة مِن الله تعالى الرحمة،

والصلاة واحدة الصَّلَوات المفروضة وهو اسم يوضع موضع المصدر يقال صَلَّى صلاةً ولا يقال تصلية،

و صَلَّى على النبي صلى الله عليه و سلم،

وصلَّى العصا بالنار لينَّها وقوَّمها،

و المُصَلِّي تالي السابق يقال صَلَّى الفرس إذا جاء مُصَلِّيًا وهو الذي يتلو السابق لأن رأسه عند صلاه أي مغرز ذنبه،

و الصَّلايَةُ بالتخفيف الفهر وكذا الصَّلاءةُ بالهمز،

و صَلَيْتُ اللحم وغيره من باب رمى شويته وفي الحديث { أنه أُتِي بشاة مَصْلِيةٌ } أي مشوية،

ويقال أيضا صَلَيْتُ الرجل نارا إذا أدخلته النار وجعلته يصلاها فإن ألقيته فيها إلقاء كأنك تريد إحراقه قلت أَصْلَيْتُهُ بالألف،

و صلَّيْتُهُ تَصْلِيةً وقُرِئ { ويُصلى سعيرا } ومَن خَففَ فهو مِن قولهم صَلِيَ فلان النار بالكسر يصلي صِلياً أي احترق قال الله تعالى { هم أولى بهم صليًا } و اصْطَلَى بالنار و تَصَلَّى بها،

وفلان لا يُصْطَلَى بناره إذا كان شجاعا لا يُطاق و المَصَالِي الأشراك تُنصب للطير وغيرها وفي الحديث { إن للشيطان فخوخا ومصالي } الواحدة مِصْلاةٌ،

وقوله تعالى { وبيَعٌ وصلوات } قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما هي كنائس اليهود أي مواضع الصلوات"""""""،

اِن معلومات کی بناء پر، اِن کے حاصل کلام کے طور پر پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ،اِن مذکورہ بالا بیانات میں ہمیں یہ پتہ چلتا ہے، اور بڑی صراحت سے پتہ چلتا ہے کہ عربی لُغت میں """صلوۃ""" یا """صلاۃ""" کے جو معانی اور مفاہیم ملتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں :::

:::(1):::اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لیے ہو تو:::"""اللہ کی اُس مخلوق کے لیے رحمت"""،

:::(2):::اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے ہو تو :::

(1) اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر رحمت فرمانا، اور (2) اللہ جلّ ثناوہُ کی طرف سے اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بہترین طور پر کی گئی تعریف،

:::(3):::اگر مخلوق کے عمل کے طور پر ہو تو :::

(1) نماز

(2) اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کی تسبیح کرنا،

(3) وہ دُعاء جِس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا مقصود ہو، یا یہ کہیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد،

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لیے دُنیا میں اُن کے ذِکر کی بُلندی، اُن کی دعوت کے اظہار اور بقاء کی دُعاء، اور آخرت میں اُنہیں اپنی اُمت کے لیے سب سے بڑی شفاعت کرنے کی اجازت ملنے، اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو سب سے بڑھ کر اَجر و ثواب اور سب سے اعلیٰ وارفع مُقام ملنے کی دُعاء،

(5) دُوسروں پر رحم کرنا،

(6) مُطلق دُعاء،

(7) رحمت کی دُعاء،

(8) مغفرت کی دُعاء،

::: (4) ::: اگر جگہوں (مُقامات) کے بارے میں اِستعمال ہو تو عبادت کے عمل """صلاۃ (نماز، دُعاء) ذِکر وغیرہ""" کی نسبت سے عِبادت گاہ، یعنی وہ جگہ جو اِن عِبادات کی ادائیگی کے لیے مخصوص کی گئی ہو،

::: (5) ::: اور خالق اور مخلوق دونوں کی طرف سے کسی کام میں ایک مشترکہ صِفت کا مفہوم بھی ملا کہ """کسی کام کا لازم کر دیا جانا"""،

اور دیگر معلومات بھی سب ہی اوپر بیان ہو چکی ہیں،

امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر صلاۃ وسلام کرنے کے معاملے، اور مسئلے کے بارے میں یہ پیش کردہ معلومات تمام اشکال کو دُور کرنے والی ہوں گی، اِن شاء اللہ،

اللہ جلّ جلالہُ ہم سب کو اُس کا دِین اُسی طرح سمجھنے، اپنانے اور اُس پر اُسی طرح عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے جِس طرح وہ راضی ہوتا ہے، اور ہمیں اُس کے دِین میں بدعات بنانے اور بدعات اپنانے والوں میں سے ہونے سے بچنے کی جرأت عطاء فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃُاللہ وبرکاتہُ،

طلبگارِ دُعاء، عادِل سُہیل ظفر۔

تاریخ کتابت: 12/رجب/1436ہجری، بمُطابق، 26/07/2007۔

تجدید و تحدیث: 17/صفر/1438ہجری، بمُطابق، 17/11/2016۔